مسلمان تاجر کے اوصاف



تحریر: مفتی آفتاب احمد صاحب
استاذ الحدیث جامعۃ الرشید، شریعہ کنسلٹنٹ SCS صدر کراچی







شائع کردہ: SCS صدر کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افتتاحیہ

تجارت قوموں کی بقاء کا ذریعہ ہے۔کوئی بھی قوم چاہے مسلمان ہو یا غیر مسلم، تجارت کے بغیر اس کا گزارا نہیں۔یہی وجہ ہے کہ دین فطرت ''اسلام'' نے تجارت کو نہ صرف جائز قرار دیا بلکہ اسے پاکیزہ اور بابرکت کہہ کر تاجروں کی حوصلہ افزائی بھی کی ہے۔البتہ اسلام مسلمان تاجروں کو دولت کی نہ بجھنے والی پیاس، خودغرضی اور مادہ پرستی سے بچانا چاہتا ہے۔اس لیے جہاں وہ تجارت کی حوصلہ افزائی کرتا ہے وہاں مسلمان تاجر کے سامنے کچھ مطالبات بھی رکھ دیتا ہے جن پر عملدرآمد سے مسلمان تاجر مال سے پیدا ہونے والی ممکنہ اخلاقی برائیوں سے بچا رہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابر صحابہ میں سے اکثر کا مشغلہ تجارت تھا۔ان کی زندگی ہمارے لیے معیارِ حق ہے۔لہٰذا ایک مسلمان تاجر کے مطلوبہ اوصاف کو پہچاننے کے لیے انہی پاکیزہ ہستیوں کے حالات کی ورق گردانی ضروری ہے۔حضرت مفتی آفتاب احمد صاحب جو SCS کے سینئر شرعی مشاور اور جامعۃ الرشید کے استاذ الحدیث ہیں، انہوں نے تاجروں کی سہولت کے لیے ان اوصاف کو متعدد کتابوں سے انتہائی عرق ریزی سے جمع کیا ہے۔امید کی جاتی ہے کہ تاجر حضرات نہ صرف اسے اپنی روحانی ضرورت سمجھ کر خصوصی اہمیت سے پڑھیں گے بلکہ ان اوصاف کو پیدا کرنے کی کوشش بھی کریں گے۔اللہ تعالیٰ حضرت مفتی آفتاب صاحب کے قلم کو مزید روانی اور تاثیر عطا فرمائے۔امید کی جاتی ہے کہ یہ رسالہ مارکیٹ میں اسلامی تشخص نمایاں کرنے کا باعث ہوگا۔

فیصل احمد

ڈائریکٹر scs صدر کراچی

مسلمان تاجر کے اوصاف

اعتقاد درست ہو:

یعنی اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ وہی ہمارا خالق و مالک ہے اور رازق ہے، رزق کے خزانے اس کے پاس ہیں، اور ہر انسان کی پیدائش سے پہلے اس کے بارے میں یہ بات اللہ تعالیٰ کے ہاں طے ہو چکی ہے کہ وہ کتنا عرصہ دنیا میں زندہ رہے گا، کتنا رزق ملے گا، کب مرے گا۔

جو چیز اللہ تعالی نے اس کے مقدر میں لکھ دی ہے وہ اسے ضرور ملے گی اور جس طریقے سے ملنا اللہ کے علم میں طے ہوا ہے وہ اسی طرح ملے گی، اللہ تعالیٰ نے رزق حلال کمانے کے جتنے طریقے ہمارے لیے بیان فرمائے ہیں ان کو کام میں لاکر رزق حلال حاصل کرنے کے ہی ہم مکلّف ہیں کبھی رزق کی تنگی کی وجہ سے کوئی حرام ذریعہ آمدن اختیار کرنے سے ہمارے اس مقدر رزق میں اضافہ نہیں ہوسکتا، اسی طرح حرام کو چھوڑ کر حلال ذریعہ آمدن اختیار کرنے سے اس میں کمی نہ ہوگی۔ اسی طرح حلال ذریعہ آمدن اس لیے اختیار نہیں کررہا کہ اس مقدر رزق میں اضافہ ہو بلکہ اس ذریعہ آمدن کو اللہ تعالیٰ کا حکم اور نبی اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء کی سنت سمجھ کر اختیار کرے اور یہ سمجھے کہ اس سے اس رزق کی تکمیل ہو رہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے لیے مقدر فرمایا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اللہ پر ایسے توکل کرو جیسے کہ اس کا حق ہے تو تمہیں ایسے رزق دیا جائے جیسے کہ پرندوں کو دیا جاتا ہے کہ صبح کو خالی پیٹ جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر لوٹتے ہیں۔ (سنن الترمذی۔ج۹،ص۱۴۷)

نیت:

۱۔ ایک مسلم تاجر کی نیت تجارت میں یہ ہونی چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ایک مقدس فریضہ کی انجام دہی کے لیے تجارت کررہا ہے لقوله عليه السلام :طلب كسب الحلا ل فريضة بعد الفريضة. حلال کمائی تلاش کرنا دیگر فرائض کے بعد فرض ہے۔ (شعب الايمان للبيهقي .البحر الجزء ٦ ص ١٢٨ بحواله مكتبه شامله)

۲۔ لوگوں کو ان کے وسائل حیات مہیا کیے جائیں جس سے ان کی زندگی بہ آسانی بسر ہوسکے۔

۳۔ غیر شرعی عقود و معاہدات کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ کے عذاب نازل ہوتے ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش اور بازاروں اور مارکیٹوں کو رحمت خداوندی کا مورد و مستحق بنائے۔

۴۔ شریعت نے جو مالی حقوق اس کے ذمہ عائد کیے ہیں ان کی ادائیگی کی نیت سے اسباب معاش کو اختیار کرے۔

۵۔ تجارت کو محض دنیا کمانے کے ذریعہ کے طور پر اختیار نہ کرے۔

شریعت نے اسے فریضہ کہا ہے، اگر حکم شرعی پر عمل کی نیت سے اختیار کرے اور اس کے شرعی تقاضوں کو پورا کرے گا۔ تو

اس پر اسے اجر ملے گا، اس میں کوتاہی کی صورت میں وعید کا مستحق بھی ہوسکتا ہے۔

۶۔ اس سے حاصل ہونے والا حلال مال جب استعمال کروں گا، کھاوں، پیوں، پہنوں یا کسی طرح سے بھی استعمال کروں گا تو اس سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور عبادت کی طرف توجہ ہوگی، شریعت پر آسانی سے عمل ہوگا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو یہ حکم فرمایا: کلوا من الطیبات واعملوا صالحا. اے انبیاء کی جماعت پاکیزہ رزق کھاؤ تاکہ اعمال صالحہ کی فوفیق ہو یعنی حلال رزق کھایا کرو اس سے اعمال صالحہ کی توفیق ہوتی ہے۔ نیکی کا شوق بڑھتا ہے برائی سے نفرت ہوتی ہے، اعتقاد اور نیت ٹھیک ہونے کے بعد ایک مسلمان تاجر یا ملازم کو مندرجہ ذیل امور کی پابندی کرنی چاہیے:

۷۔ شرعی اصولوں کے مطابق تجارت کے فضائل کا استحضار کرے کہ تجارت میں شریعت کی پابندی سے مجھے یہ فضائل ضرور حاصل ہوں گے.

1۔ سچائی:

ویسے تو عام بول چال اور زندگی کے دیگر شعبوں میں سچائی کا اہتمام ضروری ہے لیکن تجارت میں سچ بولنے کی اہمیت اور زیادہ ہے، اس لیے کہ آپ دوسرے سے معاملہ کررہے ہیں اور اسے یہ باور کرانے کی کوشش کررہے ہیں کہ میں جو کہہ رہا ہوں یہ سچ ہے۔ وہ آپ کی بات پر اعتماد کرکے آپ سے معاملہ کررہا ہے، اگر بعد میں اس کے خلاف ظاہر ہو تو اس کا آپ سے اعتماد اٹھ جائے گا، آپ کے دیگر قول و فعل کا بھی وہ اعتبار نہ کرے گا، پھر یہ بات اس تک محدود نہ رہے گی، وہ جس سے ملے گا، اس کا تذکرہ کرے گا، آپ کا کاروبار خراب ہوگا، معاشرے میں آپ کا مقام مجروح ہوگا، ساکھ خراب ہوگی، یہ تو دنیوی اور ظاہری نقصان کی ایک جھلک ہے، آخرت کا نقصان اس سے کہیں زیادہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ بازار تشریف لائے دیکھا کہ لوگ کاروبار میں مصروف ہیں آپ نے انہیں خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے تاجروں کی جماعت اللہ کے رسول کی بات غور سے سنو، تاجر متوجہ ہو کر آپکی بات سننے لگے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تاجر لوگوں کا حشر قیامت کے دن بدکار لوگوں کے ساتھ ہوگا، البتہ وہ تاجر جس نے اپنی زندگی کو گناہوں سے پاک کیا اور نیکی اختیار کی اور سچائی کو اپنا شیوہ بنایا وہ آخرت کی اس رسوائی سے بچ جائے گا۔ (سنن الترمذی: ج ۴، ص ۴۷۲)

2۔ امانت داری:

مسلمان تاجر کی صفت یہ ہے کہ وہ امانت و دیانت داری کو اپنا شعار بنائے، خیانت اور بددیانتی سے کوسوں دور رہے، چاہے کسی بھی شخص سے معاملہ کرنا پڑے۔

مسلمان تاجر کا شیوہ یہ ہو کہ اپنی امانت و دیانت سے اسے متاثر کرے، اگر کوئی چیز اسے فروخت کرر رہا ہے اس

کی پوری مقدار اور کیفیت اور حالت اس کے سامنے واضح کردے اور اس کی قیمت بھی اسے بتادے، پھر جو مقدار اور کیفیت چیز کی بتائی ہے وہی چیز اسی کیفیت و مقدار کی اس کے حوالے کرے، گنجائش ہو تو قیمت میں اس کے مناسب حال کمی کرے، اس کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر اتنی زیادہ قیمت نہ لگائے جس قیمت کی وہ چیز عام طور پر نہیں ملتی بلکہ اس سے کم میں مل جاتی ہے۔

التاجر الصدوق الامین مع النبیین و الشھداء و الصالحین. (جامع ترمذی رقم الحدیث ۱۱۳۰)

سچا امانت دار تاجر قیامت کے دن انبیاء صدیقین اور شھداء وصالحین کے ساتھ ہوگا۔

3۔ خیر خواہی:

مسلمان تاجر اپنے بھائیوں کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کرے یعنی جس شخص کے ساتھ معاملہ کرے یہ سمجھ کر کرے کہ اس کو مجھ سے فائدہ اور خیر حاصل ہو جو چیز اسے دے اس کے جملہ اوصاف اور حقیقی فوائد بتا کر قیمت طے کرے، چیز کے اوصاف کا لحاظ کئے بغیر اس کے معیار سے زائد قیمت لینا یہ خیر خواہی اور مروت کے خلاف ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دین تو خیر خواہی کا نام ہے، پوچھا گیا کہ کس کے لیے؟ فرمایا کہ اللہ کے لیے، اس کے رسول کے لیے، مسلمان آئمہ کے لیے اور عام عوام کے لیے۔ (صحیح مسلم: ج ۱، ص ۲۴۱)

4۔ ہر موقع پر شرعی تقاضے کو مقدم رکھے:

ایک مسلمان تاجر کی شان یہ ہے کہ وہ تجارت کو حکم شرعی سمجھ کر کرے اور احکام شرع میں جو مراتب کا لحاظ ہے اسے ملحوظ رکھے، مثلاً جب اذان ہو جائے تو کاروبار چھوڑ کر مسجد جانے کی فکر کرے قرآن مجید میں صحابہ کی تجارت کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے "رجال لاتلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ الایۃ" یعنی وہ لوگ اپنی ضرورت کے لیے تجارت بھی کرتے تھے لیکن یہ مالی معاملات انہیں اللہ کے ذکر نماز وغیرہ سے غافل نہیں کرتے تھے۔

ہر وقت تجارت ہی کی فکر میں نہ رہے دیگر حقوق اللہ اور حقوق العباد کو بھی ان کے مناسب وقت دے، مثلاً گھر والوں، اولاد، والدین دیگر رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی میں تجارت کی وجہ سے کوتاہی نہ کرے۔

5۔ قناعت:

اعتدال سے جو مال حاصل ہو اسی پر قناعت کرے اس حرص و ہوس میں نہ رہے کہ کس طرح زیادہ سے زیادہ مال کماؤں، اس سے اللہ تعالیٰ سے اعتماد ہٹ کر اپنے کام پر اعتماد آجاتا ہے، جو آخرت کی تباہی کا باعث ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غنا (مالداری) مال کی کثرت کی وجہ سے نہیں بلکہ حقیقی غنا نفس کا غنا ہوتا ہے۔

(صحیح البخاری: ج ۲۱، ص ۳۱۱)

6۔مراقبہ ومحاسبہ:

تاجر جیسے دن کے آخر میں یہ حساب لگاتا ہے کہ مجھے کتنا نفع ہوا۔کتنا نقصان ہوا؟ نفع کس وجہ سے ہوا؟ نقصان کس وجہ سے ہوا؟ تاجرانہ دماغ سے جیسے نفع ونقصان سوچتا ہے اسی طرح مسلمان تاجر کو ہر دن کے خاتمے پر اس کا بھی محاسبہ کرنا چاہیے کہ اس تجارت کی وجہ سے میرا دین وایمان تو خراب نہیں ہورہا ہے۔؟اعمال واخلاق خراب تو نہیں ہو رہے؟ فکر آخرت میں کمی تو نہیں ہورہی؟ دنیوی حرص وہوس میں مبتلا تو نہیں ہورہا؟ بیوی، بچوں اور دیگر حقوق مسلمانوں کے میرے ذمہ ہیں ان کی ادائیگی میں کوتاہی تو نہیں ہورہی؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے نفس کا محاسبہ کرو اس سے قبل کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے، اور اپنے آپ کو بڑی پیشی کے لیے تیار رکھو، جس نے دنیا میں اپنے نفس کا محاسبہ کیا ہوگا قیامت کے دن اس کا حساب کتاب آسان ہو گا۔(سنن الترمذی: ج۹،ص۳۳۷)

7۔عدل وانصاف:

مسلمان تاجر کا وصف خاص اس کا عادل ہونا، یعنی ظلم اور ناانصافی کی جتنی بھی ممکنہ صورتیں بازاروں میں رواج پا چکی ہیں اپنے کاروبار کو ان سے پاک رکھے، مثلاً سود، دھوکہ، ناپ تول میں کمی، صاحب حق کا حق وقت پر باوجود استطاعت کے ادا نہ کرنا، ان تمام صورتوں سے اپنی تجارت کو پاک رکھے۔

8۔رحمت اور نرمی کا معاملہ:

مسلمان تاجر کو ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ رحم وکرم والا معاملہ کرے، لقولہ علیہ السلام ”الراحمون یرحمهم الرحمن،ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء“ جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے۔جو شخص واقعتہ رحم کا مستحق ہے اس کے ساتھ رحمت کا معاملہ کیا جائے
مثلاً کسی شخص کو کسی چیز کی ضرورت ہے وہ چیز آپ کے پاس ہے وہ آپ سے خریدنا چاہتا ہے۔لیکن اس کے پاس رقم نہیں یا کم ہے تو اس کے ساتھ رحمت کا تقاضا یہ ہے کہ اسے وہ چیز مفت یا کم دام میں دی جائے اور اس کے عوض اللہ کے فضل وکرم کی امید رکھی جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرے گا، جو زمین والوں پر رحم کرے گا اس پر آسمانوں والا رحم کرے گا، رحم رحمٰن (کے لفظ) سے نکلا ہے پس جو اس کو جوڑے گا اللہ اس کو جوڑے اور جو اس کو توڑے گا اللہ اس کو توڑے گا۔(سنن الترمذی: ج۷،ص۳۸۳)

9۔صدقہ نافلہ کا اہتمام:

رسول اللہ ﷺ نے تجار کو خطاب کر کے فرمایا کہ معاملات میں دانستہ یا نادانستہ طور پر ایسی چیزیں ہو ہی جاتی ہیں جو شرعاً پسندیدہ نہیں، ان کے اثراتِ بد کے ازالے کی صورت یہ ہے کہ وقتاً فوقتاً صدقات کا اہتمام کیا کرو، صرف صدقات واجبہ یعنی زکوۃ، صدقہ فطر، وغیرہ پر ہی اکتفاء نہ کرو بلکہ مالی معاملات میں گناہوں کے اثرات کے ازالے کے لیے صدقات نافلہ کا بھی اہتمام کرو۔(سنن ابی داؤد رقم الحدیث نمبر ۲۸۹۰)

10۔تقویٰ اور نیکی کو اختیار کرے:

رسول اللہ ﷺ بازار تشریف لائے اور فرمایا اے تاجروں کی جماعت اللہ اور اس کے رسول کی بات سنو! تاجروں نے اپنی گردنیں اور نظریں اونچی کر کے دیکھا کو کوئی خاص بات ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تاجر لوگ قیامت کے دن فاجر اور گناہ گار لوگوں کے ساتھ ہوں گے، مگر وہ تاجر جو اپنی تجارت میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتا رہا اور نیکی اختیار کی اور سچائی پر قائم رہا وہ اس سے بچ جائے گا۔(سنن ترمذی رقم الحدیث نمبر ۱۱۳۱)

11۔دن کے پہلے وقت کام شروع کرے:

رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے لیے دن کے پہلے وقت میں برکت کی دعاء فرمائی اور اس پر عمل بھی فرمایا، جب کوئی لشکر دشمن کی طرف روانہ فرماتے تو صبح سویرے روانہ فرماتے۔(سنن ابی داؤد رقم الحدیث نمبر ۲۲۳۹)

اس حدیث کے راوی حضرت صخر الغامدی رضی اللہ عنہ نے بھی اس پر عمل فرمایا، یہ بھی تاجر تھے اپنے کارندوں کو صبح سویرے کام پر لگاتے تھے اور اس برکت کا عملی مشاہدہ کیا کہ ان کے مال میں اللہ تعالیٰ نے برکت عطاء فرمائی اور وہ بہت بڑے مالدار بن گئے۔

12۔معاملہ لکھ کر کرے:

عداء بن خالد بن ہوذہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے غلام خریدا تو یہ معاملہ لکھ کر کیا گیا، جس کی صورت اس طرح تھی (یہ غلام عداء بن خالد بن ھوذہ نے رسول اللہ ﷺ سے خریدا اس میں کوئی اندرونی بیماری اور ظاہری کوئی عیب نہیں، اور نہ ہی یہ چوری یا غیر شرعی طریقہ سے حاصل کیا گیا ہے، اور یہ معاملہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے ساتھ ہوا ہے۔(سنن ترمذی رقم الحدیث نمبر ۱۱۳۷)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ معاملہ کو لکھ کر کیا جائے تو آیندہ جھگڑے سے بچت ہوسکتی ہے۔ اس لے کہ ہر چیز لکھی ہوئی ہے، اور عاقدین کے دستخط بھی ہیں، گواہوں کے بھی دستخط ہوں تو اور زیادہ معاملہ پختہ ہو جائے گا، موقع پر کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ میں نے یہ نہیں کیا تھا۔

13۔ناپ تول کو پورا پورا کرے:

قرآن مجید میں حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کی یہ خرابی بیان کی گئی ہے کہ وہ ناپ تول میں کمی کرتے تھے، نبی کے منع کرنے سے وہ باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر آسمان سے عذاب نازل فرمایا حدیث میں اس کی ترغیب دی گئی ہے اور اس میں کمی سے منع کیا گیا ہے، بلکہ ناپ تول کرنے والوں کو حضور اکرم ﷺ کی ہدایت یہ ہے کہ وزن کرتے ہوئے جھکتا ہوا تولیں کہ کسی کا کوئی حق آپ کے ذمہ نہ رہے یہی حکم ناپ کرنے والوں کو بھی ہے مثلاً کپڑا ناپنے والوں اور سیال چیزیں ناپ کر دینے والوں کو ہدایت دی کہ کچھ زیادہ ناپا کریں، کمی نہ کریں یعنی ڈنڈی نہ ماریں۔

14۔خریدے ہوئے سامان کو بخوشی واپس لے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص شرمندہ نادم شخص سے بیچی ہوئی چیز واپس لے کر اس کے پیسے واپس دیدے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گناہوں اور لغزشوں سے درگزر فرمائیں گے۔ (سنن ابی داؤد رقم الحدیث نمبر۳۰۰۱)

مسلمان تاجر کو چاہیے کہ اگر کوئی شخص اس سے کوئی چیز خریدنے کے بعد اس سودے پر راضی نہیں، اب وہ چیز دکاندار کو واپس کرنا چاہتا ہے، تو دکان دار اس سے آخرت کے فائدے کو ملحوظ رکھتے ہوئے وہ چیز واپس لے لے۔اس سے آخرت کا نفع تو یقینی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے بھائی کے ساتھ اچھا معاملہ کرنے کی وجہ سے اس سے درگزر فرمائیں گے،، ہوسکتا ہے دنیا میں بھی اس کا نفع زیادہ مل جائے کہ وہ چیز اس سے زیادہ دام میں آپ سے کوئی اور خرید لے۔

15۔تنگ دست کو مہلت دے یا اسے قرض معاف کردے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص تنگدست کو مہلت دے کہ جب تیرے پاس پیسے آئیں میری رقم ادا کر دینا یا اس کی تنگدستی کو دیکھ رحم آ گیا اور قرض معاف کر دیا کہ میں آپ سے اپنا قرضہ واپس نہیں لوں گا تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا جس دن اور کوئی سایہ اس کے علاوہ نہ ہوگا۔ (مسلم: رقم الحدیث نمبر ۵۳۲۸)

رسول اللہ ﷺ نے پہلی امتوں میں سے کسی شخص کا واقعہ بیان فرمایا کہ اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا گیا اس کے پاس کوئی نیکی نہیں تھی لیکن وہ مالدار شخص تھا، لوگوں کے ساتھ معاملات کرتا تھا، اپنے نوکروں کو یہ کہہ رکھا تھا کہ کوئی تنگدست غریب آ جائے تو اس کے ساتھ معاملے میں نرمی کریں یعنی اگر پیسے کم ہیں یا بالکل نہیں اور کوئی چیز اسے چاہیے تو وہ چیز اسے معمولی پیسوں کے بدلے میں اسے دیدو، اگر بالکل نہیں تو مفت دیدو تو اللہ تعالیٰ کو اس کا یہ عمل اتنا پسند آیا کہ فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کے ساتھ بھی درگزر والا معاملہ کرو، ہم اس کے ساتھ معاف اور درگزر کرنے کے زیادہ حق دار ہیں۔ (صحیح بخاری: رقم الحدیث نمبر ۱۹۳۵)

اسی طرح تاجر حضرات کو بھی ایسے مواقع سے اپنے لیے اُخروی منافع سمیٹنے چاہیے اس لیے کہ وہاں ان چیزوں کی زیادہ ضرورت پڑے گی۔

16۔دورانِ تجارت ذکراللہ کا اہتمام:

تجارت کرتے ہوئے ذکراللہ کا اہتمام بھی ہونا چاہیے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا ہے کہ نماز جمعہ کے بعد تجارت میں مشغول ہو جائیں اور ساتھ ہی ذکراللہ بھی کثرت سے کریں۔

فاذاقضیت الصلوۃ فانتشروافی الارض ،وابتغوامن فضل اللہ واذکرواللہ کثیرا لعلکم تفلحون (سورۃ الجمعۃ)

ترجمہ:''جب نمازِ جمعہ سے فارغ ہو جاؤ تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل (یعنی رزقِ حلال) تلاش کرو،اور اس کے ساتھ اللہ کا ذکر جاری رکھو تا کہ دونوں جہاں میں کامیاب ہو جاؤ''۔

17۔جس سے معاملہ کرے اس سے نرمی کا برتاؤ کرے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو پسند فرماتے ہیں جو بیع وشراء اور قضاء کے وقت نرمی کا معاملہ کرے،امم سابقہ میں ایک شخص کی صرف اس وجہ سے مغفرت ہوئی کہ وہ جس سے معاملہ کرتا تھا اس سے نرمی کا برتاؤ رکھتا تھا۔مسلم تاجر کو نرم خواور خوش اخلاقی کا معاملہ کرنا چاہیے،گاہکوں کے ساتھ ترش روی اور بداخلاقی اور بدزبانی اور جھگڑا کرنا اسلامی اخلاق کے بالکل خلاف ہے،مسلمان اور انسان کی عظمت ووقار کا لحاظ رکھنا چاہیے،اگر وہ کسی ضرورت سے آپ کے پاس آیا ہے تو اس سے حسن اخلاق اور خندہ پیشانی سے ملنا اور اس کے مناسب بہتر انداز سے بات کرنا آپ کا فرض ہے۔

18۔واضح حلال کو اختیار کرے:

یعنی جو معاملات شریعت نے حلال کیے ہیں اور ان کی حلت میں کسی کو شک وشبہ نہیں انہیں کو اختیار کرے۔

19۔واضح حرام سے اجتناب کرے:

جن معاملات کو شریعت نے حرام کیا ہے،ان کی حرمت میں کسی کو اختلاف نہیں،ان سے مکمل پرہیز کیا جائے کسی بھی صورت میں ان کو اختیار نہ کیا جائے۔

20۔جو معاملات مشتبہ ہوں ان سے بھی بچا جائے:

جن معاملات کے بارے میں دونوں اقوال ہوں بعض علماء اور مفتیان حضرات ان کو حلال کہتے ہیں اور بعض ان کو حرام کہتے ہوں اور کسی ایک جانب کے صحیح اور یقین ہونے کا گمان غالب نہ ہو تو ایسے معاملات سے پرہیز کیا جائے۔اس لیے کہ جو شخص ان مشتبہ معاملات میں پڑے گا،کچھ بعید نہیں کہ کسی وقت وہ بھی کسی ناجائز اور حرام معاملہ میں بھی پڑ جائے گا۔لیکن چونکہ جو معاملہ شرعاً جائز ہو محض وسوسہ اور شک کی بنیاد پر اسے نہ چھوڑا جائے یہ وہم ہے جس پر

عمل کرنا جائز نہیں۔

حلال اور حرام بالکل الگ الگ ہیں اور ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں مشتبہ ہیں، جو شخص مشتبہ گناہ کو شبہ کی وجہ سے چھوڑ دے گا وہ صریح گناہ کو بطریق اولی چھوڑنے والا ہوگا، اور جو شخص مشتبہ گناہوں پر جری ہوگا وہ ایک دن صریح گناہوں میں بھی پڑ جائے گا، اور گناہ اللہ تعالی کی چراگاہ ہیں، جو شخص بھی چراگاہ کے آس پاس گھومے گا ایک دن وہ اس میں پڑ جائے گا۔ (صحیح البخاری: ج ۷، ص ۲۰۲)

21۔حاصل ہونے والے مال کو اللہ کا فضل وانعام سمجھے:

تجارت یا کسی جائز محنت سے حاصل ہونے والے مال ودولت کو اللہ تعالیٰ کا انعام واحسان سمجھے، اسے اپنے ذاتی ہنر اور کمال کا نتیجہ نہ سمجھے، اس سے بعض اوقات نعمت وبال اور عذاب بن جاتی ہے۔

22۔مال کو نافرمانی کے کاموں میں نہ لگائے:

مال اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے، جس محسن نے یہ احسان کیا ہے اس نے اس کے خرچ کرنے کے جو مواقع بتائے ہیں انہیں پر اسے لگائے، جہاں لگانے سے اس نے منع کیا ہے وہاں مت لگائے، اپنی بیوی، بچوں کی ناجائز خواہش پورا کرنا جائز نہیں، اسمیں مال لگانا بھی گناہ ہے، انکے جائز حقوق مالیہ کی ادائیگی میں باوجود قدرت کے کوتاہی کرنا بھی گناہ ہے۔

23 ۔گاہک سے اچھا سلوک:

گاہک (کسٹمر) کو اللہ کی نعمت سمجھ کر اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے، اس کے ساتھ بدسلوکی، ترش روی، بدزبانی، گالی گلوچ اور لڑائی کرنا جائز نہیں، جو چیز وہ لینا چاہتا ہے اس کی پوری حالت وکیفیت اس کے سامنے رکھی جائے اس چیز کی کوئی بات گاہک سے چھپائی نہ جائے۔

24۔جھوٹ سے گریز:

جھوٹ سے انسان کی شخصیت بھی متاثر ہوتی ہے، کاروبار کی برکت بھی ختم ہوجاتی ہے، دوسرے گناہوں کی طرف بڑھنے کی جرأت پیدا ہوتی ہے، انسان جھوٹ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے ہاں بے قدر ہوجاتا ہے، آخرت کا عذاب اس کے علاوہ ہے۔

تین شخصوں کی طرف اللہ تعالی قیامت کے دن نظر کرم نہ فرمائیں گے اور نہ انہیں گناہوں کی گندگی سے پاک کریں گے، اور ان کے لیے اللہ تعالی کے ہاں دردناک عذاب ہوگا، صحابہ کرام نے پوچھا کہ یہ تین نامراد کون ہیں یا رسول اللہ؛ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک وہ شخص جو کسی کے ساتھ نیکی کر کے احسان جتلائے اور دوسرا وہ جو شلوار

سے ٹخنوں کو ڈھانکتا ہے اور تیسرا وہ جو جھوٹی قسم کھا کر اپنے مال کی مارکیٹنگ کرتا ہے۔ (سنن الترمذی: ج ۴، ص ۴۷۴)

25۔ خیانت سے بچے:

حدیث میں منافق کی تین علامتیں بتائی گئی ہیں، ان میں سے ایک یہ کہ وہ امانت دار نہیں ہوتا بلکہ خیانت کرتا رہتا ہے، تاجر اگر سامان کی پوری صورتحال گاہک کے سامنے بیان نہیں کرتا، یا بیان کرتا ہے لیکن خلاف واقع بیان کرتا ہے تو یہ جھوٹا بھی ہوا اور خائن بھی۔

26۔ دھوکا نہ دے:

مسلمان تاجر ہمیشہ اپنے معاملہ کو صاف رکھے، گاہک کو جو چیز بتائے وہی دے، ایسی چیز فروخت نہ کرے جو اس کے پاس نہیں ہے یا ملک میں تو ہے لیکن یہاں اس کے پاس فی الحال موجود نہیں یا موجود ہے لیکن مکمل نہیں یا فروخت کرنے کے بعد جب چیز خریدار کے حوالے کرے تو چیز کی مقدار کم کر کے دے یہ ساری صورتیں دھوکے کی ہیں۔

آپ ﷺ بازار میں ایک گندم بیچنے والے کے پاس تشریف لائے جو گندم کی ڈھیری کے پاس بیٹھا اسے فروخت کر رہا تھا آپ نے گندم کی ڈھیری میں ہاتھ ڈالا تو آپ کو اس میں تری محسوس ہوئی آپ نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس تر حصے کو اوپر کیوں نہیں کرتے کہ لوگوں کو خریدتے ہوئے دھوکا نہ ہو، اس نے کہا کہ رات کو بارش ہوئی تھی جس کی وجہ سے ایسا ہو گیا، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو دھوکا دے گا وہ ہم میں سے نہیں۔

سنن الترمذی، (ج ۵، ص ۱۴۳)

27۔ کسی جائز پیشے کو حقیر نہ سمجھے:

رزق حلال کمانے کے جو طریقہ اللہ تعالیٰ نے حلال کئے ہیں ان میں سے جو بھی اختیار کرتا ہے کر سکتا ہے، ان طریقوں میں درجات کے لحاظ سے فرق ہے۔ بعض طریقے اعلیٰ درجے کے سمجھے جاتے ہیں بعض کم درجہ کے جانے جاتے ہیں، جس انسان کو جو جائز پیشہ میسر ہو اس کو اختیار کرے، دوسروں کو حقیر و ذلیل نہ سمجھے، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا مقام آپ سے بہتر ہو۔ عزت و ذلت کا مدار قبولیت پر ہے، ہوسکتا ہے کہ اس کو قبولیت حاصل ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے بلند مرتبہ مل جائے۔ آپ جو دنیا میں پیشے کے لحاظ سے بڑی عزت والے سمجھے جاتے تھے قبولیت نہ ہونے کی وجہ سے ذلیل ہو جائیں۔

28۔ سامان میں کوئی عیب ہو تو اسے نہ چھپائے:

تاجر کو چاہیے جو سامان فروخت کرے اس کی مقدار اور کیفیت میں سے کوئی چیز گاہک سے نہ چھپائے، اس بارے میں اسے کسی اشتباہ میں نہ رکھے، اس طرح اگر آپ نے دھوکا دے کر کوئی غلط چیز اسے دے دی اور اس سے زیادہ

پیسے لے لیے تو اس میں برکت نہ ہوگی، جیسے وہ پیسے آپ کے پاس آئے ہیں ویسے ہی چلے جائیں گے،(وان کتما وکذبا محقت برکة بیعهما(بخاری)

اگر تاجر اور گاہک اپنے معاملے کی حالت وکیفیت سے ایک دوسرے کو آگاہ رکھیں گے تو ان کے اس معاملے میں برکت ہوگی، اور اگر ایک دوسرے کو دھوکا دینے کی کوشش میں جھوٹ بولیں جس سے چیز کی اصل حالت یا اس کی قیمت میں کوئی ابہام رہ جائے تو اس معاملہ کی برکت ختم ہوجائے گی۔

29۔سودی معاملہ سے بچے:

سودی معاملہ جائز نہیں ہے، سودخوروں کے خلاف اللہ تعالیٰ کا اعلان جنگ ہے۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سود کا ایک درہم 36 مرتبہ زنا کرنے کے برابر ہے، سود سے برکت ختم ہوجاتی ہے، اچھے کاموں کی طرف رغبت ختم ہوجاتی ہے، برائیوں کی طرف میلان ہوجاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سود کا ایک درہم اللہ کے نزدیک چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے بھی بدتر ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی: ج۱۱،ص۴۹۷)

30۔جو چیز ملکیت میں نہ ہو اسے فروخت نہ کرے:

وہ چیز فروخت کی جائے جس کے آپ مالک ہوں اور وہ چیز آپ کے قبضہ میں ہو، ایسی چیز فروخت کرنا جو ابھی تک آپ نے خریدی نہیں یعنی آپ کی ملک میں نہیں یا ملک میں تو ہے لیکن قبضہ اور ضمان میں نہیں، اسے آگے فروخت کرکے نفع حاصل کرنا جائز نہیں، آج کل ہمارے بازار جوئے اور سٹے سے بھرے ہوئے ہیں یا جیسے باغوں کی بیع وشراء پھل آنے سے پہلے ہی ہوجاتی ہے، یہ بھی ناجائز معاملہ ہے یا آپ کی ملک میں تو ہے آپ اسے خریدنے والے کو دینے پر قادر نہیں، جیسے ایک چیز آپ نے خریدی، ابھی تک آپ کے قبضے اور ضمان میں نہیں اور آپ نے آگے فروخت کردی تو یہ بھی جائز نہیں۔

حضرت حکیم ابن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھا کہ کوئی شخص میرے پاس آکر مجھ سے ایسی چیز مانگتا ہے جو میرے پاس اس وقت نہیں ہوتی، کیا میں بازار سے خرید کر اسے دے سکتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ایسی چیز نہ فروخت کرو جو آپ کے پاس موجود نہیں۔(سنن الترمذی: ج۵،ص۹)

31۔اذان کے بعد دنیاوی کام کاج چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو:

جب اذان ہوگئی تو گویا اللہ تعالیٰ بلا رہے ہیں کہ دنیوی دھندے چھوڑ کر میرے پاس آجاو، کچھ دیر کام چھوڑ کر تازہ دم ہوجاؤ، اس کا دھیان رکھو کہ جس کے بندے ہو اس کا بھی حق ہے، دماغ کو کچھ دیر کے لیے دنیا سے ہٹا کر اللہ کی طرف لگاؤ تاکہ چارج ہوکر صحیح کام کرسکو۔

32۔جوکام کرنا چاہتا ہے اس کا حکم شرعی معلوم کیا جائے:

تجارت جب شرعی فریضہ ہے تو اس کے کچھ آداب وشرائط ہیں، کچھ ممنوعات ہیں جب تک ان تمام چیزوں کو مسلمان تاجر سیکھ نہیں لیتا اس وقت تک وہ شرعی حدود کی رعایت نہیں کرسکتا، اس لیے فقہاء کرام نے فرمایا کہ جو شخص تجارت کرنا چاہتا ہے اسے تجارت سے متعلق شرعی احکام کا علم بھی سیکھنا فرض ہے۔یعنی اس بات کا علم کہ کون سا کاروبار جائز ہے؟ اور کون سا نا جائز ہے؟ کن کن چیزوں سے کاروبار میں برکت ہوتی ہے، کون کون سے طریقوں سے تجارت خراب ہوجاتی ہے، معاملہ شرعی حدود سے نکل جاتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باقاعدہ طور پر یہ قانون بنایا ہوا تھا کہ مسلمانوں کے بازار میں وہی شخص تجارت کرسکتا ہے جو اس کے مسائل اچھی طرح جانتا ہو۔(سنن الترمذی: ج ۲، ص ۳۰۸)

33۔مفید اور نفع آور اشیاء کا کاروبار کرے:

جن چیزوں سے کوئی جائز نفع متعلق ہو ان کی خرید وفروخت بھی جائز ہے۔جس چیز سے کوئی جائز نفع متعلق نہیں اس کی خرید وفروخت بھی جائز نہیں، شراب، خنزیر کی خرید وفروخت مسلمان کے لیے جائز نہیں اس لیے کہ ان دو چیزوں سے کوئی جائز نفع متعلق نہیں ہے۔جاندار کی تصاویر اور مجسمے بنانا اور فروخت کرنا جائز نہیں، شناختی کارڈ یا سپورٹ یا دیگر ضروریات کے لیے تصویر بنانا، اور فروخت کرنا جائز ہے۔شوقیہ تصاویر بنانا بنوانا، ان کی نمائش کرانا، ویسے ہی رکھنا گناہ ہے۔

34۔قسم نہ کھائے:

سامان فروخت کرنے کے لیے قسمیں کھانے سے برکت ختم ہوجاتی ہے۔یہ اس صورت میں ہے کہ سچی قسم کھائے اور اگر جھوٹی قسم کھائے تو یہ کبیرہ گناہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جان بوجھ کر جھوٹی قسم اس لیے کھائے کہ اس سے کسی مسلمان بھائی کا مال ناجائز طریقے سے حاصل کرے وہ شخص کل قیامت کے دن اللہ تعالی سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالی اس سے ناراض ہوں گے۔(سنن الترمذی: ج ۵ ص ۶۶)

35۔دو آدمیوں کے معاملے کے بیچ میں نہ پڑے:

تاجر اور گاہک جب ایک معاملہ کررہے ہوں اور معاملہ تکمیل کی جانب جارہا ہو تو اس کو مکمل کرلیا جائے بیچ میں دوسرے گاہک سے بات نہیں کرنی چاہیے، تاجر جب ایک گاہک سے معاملہ طے کررہا ہے اور طے ہونے کے قریب ہے تو دوسرے گاہک کو صبر کرنا چاہیے، بیچ میں پڑ کر ان کے معاملے کو خراب نہ کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے بعض اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کریں۔ (یعنی جب ایک کا سودا چل رہا ہو تو حتمی ہونے سے پہلے دوسرا اس میں نہ پڑے) (صحیح البخاری: ج ۸، ص ۷۶)

36۔ اخروی فائدہ ملحوظ رکھے:

جو معاملہ کرے اس میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو ملحوظ رکھے، پھر جو مال کمائے اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا و آخرت ملحوظ ہو یعنی اسے اللہ تعالیٰ کی مرضیات میں استعمال کرے۔

37۔ صدقات میں سارا مال نہ لگائے:

سارا مال صدقات وغیرہ میں نہ لٹائے بلکہ اپنی دنیوی ضرورات کے لیے بھی کچھ بچا کر رکھے تاکہ بعد میں پریشان نہ ہو، ایسا نہ ہو کہ کل یہ شکایت کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تنگدست کر دیا۔ وابتغ فیما اتاک اللہ الدار الاخرۃ ولا تنس نصیبک من الدنیا. اور جو رزق اللہ نے آپ کو دیا ہے اس سے آخرت کا گھر آباد کرو، اور دنیوی مالی حقوق جو آپ کے ذمہ ہیں وہ بھی ادا کریں۔

38۔ شرعی مالی حقوق ادا کرے:

جیسے اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ احسان کیا وہ بھی دوسروں کے ساتھ احسان کرے یعنی جیسے اللہ تعالیٰ نے مال و دولت بغیر استحقاق کے اسے دیا ہے تو یہ بھی آگے دوسرے مستحقین، اقرباء اور دیگر مسلمانوں کی صلاح و فلاح میں اسے خرچ کرے، اسے روک کر نہ رکھے اور نہ اسے اپنی ذاتی قابلیت کا نتیجہ سمجھے بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کی عطاء و فضل سمجھ کر اس کی مرضیات میں لگائے۔ ''و احسن کما احسن اللہ الیک'' :اور اللہ تعالیٰ نے جیسے بلا استحقاق مال دے کر آپ کے ساتھ احسان کیا اسی طرح آپ بھی اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ احسان کرو اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے میں ان سے تعاون کرو۔

39۔ نافرمانی میں مال نہ لگائے:

دیگر نعمتوں کی طرح مال بھی بہت بڑی نعمت ہے، اور نعمت کا حق یہ ہے کہ اسے صرف اس جگہ استعمال کیا جائے جہاں منعم نے حکم دیا ہے اور یہی نعمت کا شکر ہے، اور شکر سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے اور اس سے بھی نعمت بڑھے گی، نافرمانی میں استعمال کرنا یہ اس نعمت کی ناشکری ہے، اور اس سے نعمت چھن جاتی ہے۔ ولاتبغ الفساد فی الارض. یہ مال جو اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اس سے زمین میں فساد مت پھیلاؤ، یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مال مت ضائع کرو۔

40۔شرعی معاملات کورواج دے:

مسلمان تاجر کو چاہیے کہ شرعی عقود کو رواج دے، جتنے غیر شرعی طریقے بازاروں میں رائج ہیں ان سے مرعوب نہ ہو کہ میں اکیلا ان کا مقابلہ کیسے کروں گا، اگر میں صحیح شرعی اصولوں پر تجارت کروں گا تو مجھے نفع نہ ہوگا، مارکیٹ سے لوگ نکال دیں گے، یہ سب شیطانی خیالات ہیں "الشیطان یعد کم الفقر و یامر کم بالفحشاء" (یعنی شیطان تمہیں فقر وفاقہ سے ڈراتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور بے حیائی کے کاموں کا حکم دیتا ہے) کہ دین پر عمل کروگے تو بھوک سے مر جاؤ گے، ہر چیز میں حرام کی ملاوٹ ہے، اس لیے حرام ہی کو اختیار کر لو۔ اللہ غفور رحیم ہے، ایسی شیطانی چالوں سے مت ڈریں، اللہ تعالیٰ پر اعتماد کریں، جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا اور اس وقت رزق دیا جب ہم کچھ نہیں کر سکتے تھے تو اب ہم جب کچھ کرنے کے قابل ہوئے تو اب اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے احکام پر چلنے کی وجہ سے بھوکا نہیں مارے گا، اس لیے ہمت کر کے دوسرے بھائیوں کو بھی اس کی دعوت دے کر اس پر تیار کرے پھر دیکھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیسے دستگیری اور مدد ہوتی ہے، بازاروں میں جو غیر شرعی عقود رائج ہیں یہ شیطانی دھوکا ہیں اور شیطانی دھوکا رحمانی تدبیر کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا، جب ہم مسلمان ہیں اور اپنے دیگر معاملات مثلاً نماز، روزہ، نکاح اور موت کو شرعی اصولوں کے مطابق انجام دیتے ہیں تو تجارت ومعیشت کو بھی شرعی اصولوں پر قائم کریں اس لیے کہ یہ پوری زندگی کے لیے ستون کا کام دیتی ہے اگر ستون کمزور تو پوری عمارت گر جائے گی، جب ہماری معیشت حرام پر قائم ہوگی تو اس سے سارے معاملات متاثر ہوں گے۔

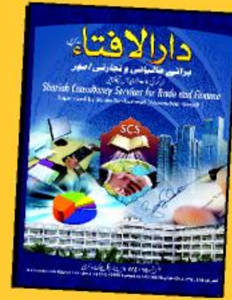
آخری بات:

مسلمان تاجر کے اوصاف تاجر کو اختیار کرنے چاہیے، اسی سے ہماری معیشت ترقی کی راہ پر گامزن ہوسکتی ہے، تجارت سے ہمارے جو مقاصد ہیں یعنی حقوق العباد وحقوق اللہ جو مال سے متعلق ہیں ان کی صحیح طور پر ادائیگی ہو جائے وہ بھی اسی طرح ہوگی، مسلمان اور کافر میں فرق بھی انہی اوصاف سے واضح ہوگا کہ مسلمان ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو ملحوظ رکھتا ہے اس لیے اس کے بتائے ہوئے قانون سے باہر نہیں جاتا یہ بھی انہی اوصاف سے پتہ چلے گا۔ مسلمان تاجر کے اوصاف آج غیر مسلم اپنا کر ترقی کے عروج پر پہنچ چکے ہیں، اور پوری دنیا پر اپنی معیشت کو مسلط کیا ہوا ہے اور ہم اپنی حقیقت کو کھو کر در بدر ذلت ورسوائی کو اپنا مقدر بنائے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس ذلت ورسوائی سے نجات دیں اور حقیقی ترقی کے اسباب اختیار کرنے کی توفیق دے، اللہ تعالیٰ ہمیں ہر میدان میں اپنی مرضیات پر چلا کر کامرانی سے ہمکنار فرمائے، اپنی باتوں پر اعتماد اور یقین کی دولت سے سرفراز فرمائے کہ یہی ہر نیکی کی بنیاد ہے اور دنیا وآخرت کی ذلت و رسوائی سے حفاظت فرمائے آمین۔

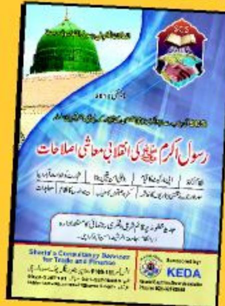
SCS کے زیر اہتمام شائع ہونے والی چیدہ چیدہ مطبوعات

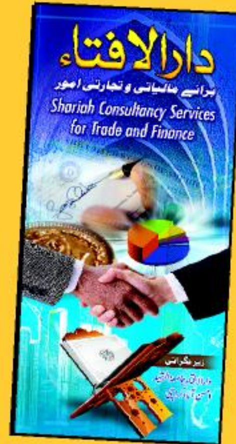




















دارالافتاء صدر کراچی
برائے مالیاتی و تجارتی امور

زیر انتظام: جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی بعاون: کراچی الیکٹرونکس ڈیلرز ایسوسی ایشن (KEDA)

اسٹار سٹی مال، آفس نمبر 11-10، 11th فلور، ایم اے جناح روڈ، صدر کراچی۔

فون: 021-32230404 فیکس: 02132230405 موبائل: 0321-5405313

ای میل: ask@scsguide.com, islamictrade.consult@gmail.com

ویب سائٹ: www.scsguide.com